ولایت خان

اے ولایت خان ، اے تنویرِ تہذیبِ مغل
تیرے دم سے قدِّ بالا ہے ثقافت کا محل
شخصیت میں تیری پنہاں رازِ علمِ ساز و سُر
کرلیا قابو تیرے ہاتھوں نے موسیقی کا گُر
سج گیا اسطرح تیرے دست و بازو میں ستار
صحنِ موسیقی میں برسا آن کر ابرِ بہار
تھی عنایت کی عنایت اور مدد امداد کی
ان بزرگوں کی دعا سے تونے محفل شاد کی
ابتدا خسرو نے کی اور انتہا تونے دکھائی
آبروفن کی تری انتھک ریاضت نے بڑھائی
گونج اٹھیں محفلیں ہر سمت تیرے ساز سے
دم بخود ہونے لگے گائک تری آواز سے
بانسری تیرے گلے میں تیرے تاروں میں رباب
باج تیرا علمِ موسیقی پہ لکھی اک کتاب
سب سے زیادہ ہے سریلا ہاتھ میں تیرے ستار
صحنِ فن تیرا ترے اعجاز سے ہے لالہ زار
ہوگئے بانکی ادا سے مرتعش تارِ طرب
قابلِ رشکِ جہاں ہیں سُر ترے محفل میں سب

بول وہ مضراب کے تیرے ، وہ تیاری تری
جوڑ کے بولوں کی بڑھت میں وہ ہشیاری تری
تان کے ٹکڑے اڑے جیسے جھپٹ جائے عقاب
ساز کے پردوں سے نکلی مرکیاں رنگیں حباب
ہیں گتیں شیریں تو شیریں تر ہیں تیرے انترے
گاہ سم پر آئے ٹکڑے گاہ تانوں میں پھرے
تمکنت سے ، شان سے بجنے لگے گمبھیر راگ
کیا کوئی تجھ سا بجائے گا کوئی مارو بہاگ
کیا الھیہ بج گئی بندش بلاول کی عجیب
پوریا کی تان کاری کا کہاں ہوگا رقیب
ہاں الاپ و مینڈ ہو تیری یا ہو جھالا ترا
راگ اترا آسماں سے بن کے سُر مالا ترا
انگلیوں سے یوں ٹپکتے ہیں ترے بندش کے سُر
فرشِ مرمر پر گریں جسطرح مرجاں ، لعل و دُر
شاخِ گل پر پھول کلیاں یوں کبھی کھلتے نہیں
سُر ترے اوروں کے فن میں کوئی بھی ملتے نہیں
تو سراپا شانِ خسرو ، تو سراپا سُر سنگھار
تیرے ہاتھوں میں مہکتے ہیں سریلے فن کے ہار

تیرے دم سے سرو قد ہے ساز و نغمے کا محل
تیرا فن مشکل بہت ، ہرگز نہیں سادہ سہل
راگ جو تونے بجائے تھے وہ عمدہ بے مثال
تختِ موسیقی پہ سج دھج واہ انکی پُرجمال
بات یوں مشکل کہی گویا بہت آسان ہو
ہو کوئی فنکار تجھ سا گر تو وہ انسان ہو
پُرکشش ہے ذات تیری ، بات ہے تیری حسین
پھول کلیاں تیرے فن کی نادر و دلکش ، مہین
تیرا سورج آسمانِ فن پہ ہے یوں نور پاش
دوسروں کی ہے صلاحیت کا پردہ فاش فاش
ہر زباں پر ہیں قصیدے شان میں تیری رواں
ہوگا اس دنیا میں پیدا پھر کوئی تجھ سا کہاں
تخت پر سنگیت کے سمراٹ ہے ، تو شاہ ہے
صوَت و نغمے کی ہے تو منزل بڑی ، تو راہ ہے
سات سوَ سالوں کی یہ تہذیب ، اسکا ارتقا
راز تھا اسکا محبت ، عشق تھا اسکی بقا
ہاں مسلمانوں نے سینچا اس چمن کو پیار سے
رونقِ ہندوستاں بڑھنے لگی انوار سے

کنج پر سنگیت کے ابرِ بہاراں چھا گیا
مشرقِ وسطیٰ کا پانی اس چمن میں آ گیا
کتنے فنکاروں نے سینچی اس چمن کی سرزمیں
کون سمجھے گا حکایت اس محبت کی کہیں
ہے اثر گہرا شمالی ہند کے سنگیت پر
کی مسلماں نے نچھاور جان ہندی ریت پر
اس محبت نے کیا پیدا یہیں خسرو سا گُل
شعر و نغمہ کی بنائی جس نے کائناتِ کُل
تاجداروں نے کیا صدقے نچھاور تخت و زر
ہاں اسی تہذیب کے پیارے تھے سب کو بام و در
عشق نے اس سرزمیں کو دے دیا اردو کا جام
جگمگائے ان گنت فانوس در ایوان و بام
تھاپ پر طبلے کی ٹھمری دادرے کے بول تھے
گوہر و یاقوت اس تہذیب کے انمول تھے
تو اسی گذرے چمن کا ایک باقی ہے گلاب
جام ٹوٹے ،محفلِ شب لٹ گئی ، مئے ہے نہ آب
اک علیشانؔ حزیں ہے ترجمانِ جانگداز
جس کے ٹوٹے دل میں پنہاں گذرے وقتوں کا ہے ساز